ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

مستنصر حسین تارڑ۔۔۔ شخصیت اور ادبی خدمات

کشف افتخار بھٹی

پی ایچ ڈی اسکالر، جی سی یو لاہور

Abstract

Literature is life and life has been evolving from the beginning till today. Similarly, literature has also reached many goals of evolution. These evolutionary goals were set in both language and literature. Many genres entered the literature and these genres were hidden within themselves and thematic changes. The relationship between two different genres is proximity and distance. Transitioning from one genre to another is also a journey. The first journey certainly provides guidance for the second journey, but the paths and destinations of the new journey are also new. Writers who experiment in different genres. His personality takes the form of eight aspects. Among the eight-faceted personalities, the name of Mustansar Hussain Tarar has a certain recognition despite being difficult. Although her primary role is that of a travel writer, she is also a novelist, columnist, fiction writer, TV host, actor and dramatist.

ادب زندگی ہے اور زندگی شروع سے لے کر آج تک ارتقائی مراحل طے کر رہی ہے۔ اسی طرح ادب نے بھی ارتقا کی کئی منازل طے کی ہیں۔ یہ ارتقائی منازل زبان اور ادب دونوں میں طے کی گئیں۔ ادب میں بہت سی اصناف داخل ہوئیں اور یہ اصناف ہیتی اور موضوعاتی تبدیلیاں اپنے اندر سموئے ہوئے تھیں۔ دو مختلف اصناف کا آپس میں تعلق قربت اور دوری ہے۔ ایک صنف سے دوسری صنف میں طبع آزمائی بھی ایک سفر ہے۔ پہلا سفر دوسرے سفر کے لئے رہنمائی ضرور فراہم کرتا ہے، لیکن نئے سفر کی راہیں اور منزلیں بھی نئی ہوتی ہیں۔ جو ادیب مختلف اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ ان کی شخصیت ہشت پہلو روپ دھار لیتی ہے۔ ہشت پہلو شخصیات میں مستنصر حسین تارڑ کا نام مشکل ہونے کے باوجود ایک مسلمہ پہچان رکھتا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ بہت سی خوبیوں اور اوصاف کا مجموعہ ہیں۔ ان کی بنیادی حیثیت گو کہ ایک سفر نامہ نگار کی ہے لیکن وہ بیک وقت ناول نگار، کالم نویس، افسانہ نگار، ٹی وی میزبان، اداکار اور ڈرامہ نگار ہیں۔ اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں۔

> ایک صنف سے دوسری صنف میں جانا کوئی Intentional چیز نہیں ہے۔ ادب چونکہ شہر ہے اور ادب کے شہر میں مختلف گلیاں ہیں۔ مختلف اصناف کے درمیان سفر ایک شہر کی مختلف گلیوں میں جانا ہے۔(1)

انہوں نے صرف توجہ حاصل کرنے یا مقبولیت کے حصول کے لیے کوشش نہیں کی بلکہ اپنے داخلی اضطراب کا کتھارسس (Catharsis) انہوں نے تخلیق کے حوالے سے کیا۔ اور پھر اس مقصد کے لیے کسی ایک شعبے پر انحصار کر کے مطمئن ہونے کی بجائے نگر نگر گھوم کر شوق اور جستجو کی نئی منزلیں تلاش کیں۔ ستانے کے لیے اگر کچھ دیر ٹھہرے تو قیام کے دوران بھی کالم نگاری کی صورت یا کسی نئے ناول کی شکل میں تخلیق کا عمل جاری رکھا۔

مستنصر حسین تارڑ کے اجداد کا تعلق گجرات کے قریب مصروف قصے جو کالیاں سے ہے۔ آپ یکم مارچ ۱۹۳۹ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ۱۹۲۸ء میں تلاش معاش کے سلسلے میں لاہور کا رخ کیا۔ یہاں پر انھوں نے "کسان اینڈ کمپنی" کے نام سے سبزیوں اور بیجوں کی دوکان کھولی۔ ان کا آبائی پیشہ کاشت کاری تھا۔ لیکن تارڑ کے والد چوہدری رحمت خان تارڑ اپنی برادری کے پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے میٹرک کیا اور زرعی نوعیت کے ایک جریدے کاشتکار جدید کا اجرا بھی کیا اور زراعت سے متعلق کم و بیش ہیں پچیس کتب تصنیف کیں جو اُردو میں علم زراعت کی اولین کتابیں تھیں۔ مستنصر حسین تارڑ چھ بہن ماموں نے عباسی خلیفہ مستنصر کے نام پر اپنے بھانجے کا نام مستنصر رکھا۔ آپ کی دادی بھائیوں میں پہلے نمبر پر ہیں۔ آپ کی دادی آپ کا نام "لعل خان' رکھنا چاہتی تھیں۔ مشکل نام ہونے کی وجہ سے آپ کی نانی آپ کو "شخصی" کہہ کر پکارتی تھیں۔ مستنصر حسین تارڑ کے دو بیٹے سلجوق تارڑ اور سمیر تارڑ ہیں۔ بیٹی کا نام قرۃ العین ہے جو کہ ڈاکٹر ہیں۔ بیٹوں کا تعلق پاکستان سول سروسز کے شعبوں کسٹم اور سفارتکاری سے ہے۔ بڑے بیٹے سلجوق تارڑ اقوام متحدہ میں سفیر ہیں، جبکہ چھوٹے بیٹے میر تارڑ کسٹمز میں ملازمت کرتے ہیں۔ تارڑ نانا اور دادا دونوں منصبوں پر فائز ہیں۔ اگرچہ تارڑ کے ناولوں میں نسوانی کرداروں کی بھرمار ہے لیکن تارڑ نے ایک ہی شادی پر اکتفا کیا۔ میمونہ تارڑ کے ساتھ اُن کی زندگی کا یہ سفر خوشحالی سے چلتا آرہا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کی شخصیت پر ان کے والد کے گہرے اثرات ہیں۔ آپ کی والدہ نواب بیگم بھی ایک سگھڑ خاتون تھیں اور اُن کے بے تکلف محاورے جو کہ پرندوں زمین اور درختوں کے متعلق ہوتے تھے۔ اُن کا خاصا تھے۔ مستنصر حسین تارڑ کا خاندان جو کالیاں سے چیمبر لین روڈ اور پھر کشمی مینشن لاہور میں قیام پذیر رہا۔ یہاں پر تارڑ کو سعادت حسن منٹو، معراج خالد

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

،خورشید شاہد اور عائشہ جلال کی ہمسائیگی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد ان کا خاندان ۲۲ بے گلبرگ تھری میں منتقل ہو گیا۔ کچھ عرصہ قبل یہ مکان اکادمی ادبیات کو کرائے پر دے دیا گیا اور آپ کا خاندان ۲/ ۲۶۵ ر سیکٹر، ٹی ۲۔ ڈی۔ ایچ اے منتقل ہو گیا۔

مستنصر حسین تارڑ نے اندرون لاہور کی مسجد تاج شاہ سے دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ رنگ محل مشن سکول لاہور سے پہلی اور دوسری جماعت پاس کی۔ نارمل سکول گکھڑ منڈی سے تارڑ نے تیسری اور چوتھی جماعت پاس کی، دوبارہ لاہور آکر رنگ محل مشن سکول سے پانچویں جماعت پاس کی۔ اس کے بعد مسلم ماڈل سکول سے میٹرک پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف۔ اے کیا۔ سکول کے زمانے میں عمر فاروق مودودی کے مقابلے میں بزم ادب سیکرٹری کا انتخاب جیتا۔ گورنمنٹ کالج کے زمانہ طالب علمی میں کالج کے ہائیکنگ اور مونیٹرنگ کلب کے ساتھ وادی کش گنگا مہم کے لئے کشمیر گئے۔ تارڑ کی تشکیل شخصیت میں اس واقعہ کا گہرا حصہ ہے۔ اس سلسلے میں تارڑ کہتے ہیں۔

> "پاکستان میں طالب علموں کا اس طرح کی فہم پر جانے کا یہ پہلا واقع تھا اور میں آج بھی اسے کشن گنگا مہم کے نام سے ہی یاد کرتا ہوں۔ کیونکہ میرے نزدیک جگہوں کو تبدیل کرنا History کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ ہر جگہ اور نام اپنے پیچھے ایک تاریخ لیے ہوئے ہوتا ہے۔"(2)

یہ مہم ان کے اندر کوہ نوردی کی حسن کو بیدار کرنے کے لیے اہم سنگ میل ثابت ہوئی۔ گورنمنٹ کالج کے بعد آپ نے ٹیکنیکل کالج جہلم میں تعلیم حاصل کی اور ہوزری ٹیکسٹائل کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ آپ کے والد چاہتے تھے کہ آپ بیرسٹر بنیں لیکن آپ کے اندر ایک ادیب کی روح تھی۔ برطانیہ میں قیام کے دوران ہی آپ ماسکو میں منعقد یوتھ فیسٹیول میں شرکت کے لیے پہنچ گئے اور وہاں سے واپسی پر مجید نظامی کے کہنے پر سفر کی روئیداد لکھی اور یہ ہفتہ دار قندیل" میں چار اقساط پر لندن سے ماسکو تک" کے عنوان سے شائع ہوتا رہا۔ ان کی یہ تحریر ۱۹۵۸ء میں منظر عام پر آئی۔ ۱۹۶۹ء میں انہوں نے سترہ ممالک کی By Road سیاحت کا آغاز کیا۔ پاکستان میں انہوں نے ابتدائی طور پر بچوں کے رسالوں میں بھی لکھا اس سلسلے کی اولین تحریریں ہدایت اور کھلونا ہیں۔ ٹیلی ویژن میں بطور اداکار ۱۹۶۷ء میں حصہ لیا۔ متعدد ڈرامہ سیریلز میں اداکاری کے جوہر دکھانے کے ساتھ ساتھ پنجابی ڈرامے بھی لکھے۔ ان کا ایک معروف کردار چاچا جی بچوں میں خاصا مقبول ہوا۔ اس زمانے میں صبح کی نشریات کے دوران بچے انتہائی شوق سے ان کا پروگرام دیکھتے تھے۔ Herlads میگزین میں ان کے متعلق لکھا ہے۔

> He joined PTV as an actor, TV and radio host. He joined PTV as an actor in 1967. He Worked in found about four hundred dramas. People uses to quotes his dialogue delivery style in daily conversation. He hosted morning transmissions of Pakistan Television for years. He was host off this channel for three election transmissions. His TV hosting career ended at Geo Program "Shadi online" (3)

ملک کے ممتاز مزاح نگار اور کالم نگار ابن انشا کے بعد یہ اعزاز بھی مستنصر حسین تارڑ کے دامن میں آیا کہ انہوں نے اخبار جہاں کے لیے ہفتہ وار کالم "کاروان سرائے" کے عنوان سے لکھنا شروع کیا۔ یہ سلسلہ پچھلے بائیں، تئیس برس سے جاری ہے۔ وہ متعدد دوسرے اخباروں میں بھی لکھتے ہیں۔ ان کی کالم نگاری کا عرصہ پچھلے پینتیس سال پر محیط ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کا سب سے اہم اور معتبر حوالہ ان کے سفر نامے ہیں۔ انہوں نے نگر نگر گھوم کر جہاں اپنے پڑھنے والوں کو حیرت اور آنکھ سے اوجھل مناظر سے روشناس کروایا۔ وہاں سفر نامے کو جدت بخشی اور ادبی اسلوب بھی اپنایا۔ وہ اپنے سفر ناموں میں اپنے قاری کی کو انگلی پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لے چلتے ہیں۔

صبوحہ خان رقمطراز ہیں:

> "مستنصر حسین تارڑ دیکھنے میں بھی اتنی ہی دلکش شخصیت کے مالک ہیں۔ نرم لہجہ، ذہانت سے چھلکتی ہمدرد آنکھیں جملوں میں گاہے بگاہے۔ ایک مزاح کا عنصر اور پھر فوراہی اس مزاح کے درمیان الاسکا کے سفر نامے کے دوران انہوں نے ایک کونج ایک فلسفیانہ سوچ کا شاخسانہ تخلیق کی ہے۔ لگتا ہے وہ کونج ہمیشہ ان کا حصہ رہی ہے۔ جو ان کے اندر سے نکل کر ان پر تنقید کرتی ہے۔" (4)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

مستنصر حسین تارڑ نے سفر ناموں میں ایک جدت کا احساس پیدا کیا ہے اور جدید سفر نامے کے لیے ایک راہ ہموار کی ہے۔ تارڑ نے ملکوں ملکوں اپنے سفر کے حالات وواقعات لکھے ان کے انداز تحریر نے اس دور کے نوجوانوں کو ان مقامات اور واقعات اور ان کرداروں کو دیکھنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے اپنے سفر ناموں میں دلکشی سے پاکستان کے حسین مقامات کی جو منظر کشی کی ہے۔ وہ یہاں پر بنیادی سیاحت کا موجب بنی ہے۔ شمالی علاقوں پر انہوں نے ایک درجن سے زیادہ سفر نامے لکھے۔ ان کو جدید سفر نامے کا بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔

مستنصر حسین تارڑ کی پچاس سے زائد کتب منظر عام پر آچکی ہیں۔ جو اس سے پہلے مختلف چھاپہ خانوں سے چھپتی رہیں۔ لیکن پچھلے میں سال سے ان کی کتب سنگ میل پبلی کیشنز سے مسلسل چھپ رہی ہیں۔

اب تک جو سفر نامے تخلیق کیے اُن کے نام درج ذیل ہیں۔ ان سفر ناموں کے ایک سے زائد ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں۔

لندن سے ماسکو تک

نکلے تیری تلاش میں

اندلس میں اجنبی

کے۔ٹو

خانہ بدوش

ہنزہ داستان

تتلی پیکنگ کی

سفر شمال کے

نانگا پربت

نیپال نگری

شمشال بے مثال

یاک سرائے

سنولیک (میافو، دنیا کے طویل ترین برفانی راستے پر سفر کی داستان)

دیوسائی (دنیا کی بلند ترین مینار دیوسائی کے پار)

برفیلی ندیاں

ماسکو کی سفید راتیں

رتی گلی (وادی کاغان اور آزاد کشمیر)

چترال داستان (گلگت، وادی گوپس، وادی پھنڈر)

چترال اور کافرستان

منہ ول کعبے شریف

غارِ حرا میں ایک رات

نیویارک کے سو رنگ

سنہری الو کا شہر

لاہور سے یارقند

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

ہیلو ہالینڈ

الاسکا ہائی وے (وادی یوکان، برٹش کولمبیا، کینیڈا)

مستنصر حسین تارڑ کو نگری نگری گھومنا بے حد پسند ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر غفور شاہ قاسم لکھتے ہیں۔

"تارڑ سر تا پا ایک سیاح۔ اس لیے اس کے لکھے سفر نامے محض اس صنف کی کتابوں کے انبار میں اضافے کا باعث نہیں بلکہ اس کی تخلیقی پہچان اس کے خدوخال اور اس صنف کی بوطیقا وضع کرنے کا موجب بنے ہیں۔"(5)

مستنصر حسین تارڑ کے اندر ایک عادی آوارہ گرد روح موجود ہے۔ خانہ بدوش، حسن پرست، ملکوں ملکوں گھومنے والا مہم جو، داستان گو متجسس مضطرب فطرت سیاح تارڑ رومانوی مزاج اور فطرت پسند شخصیت کے مالک ہیں۔ عمر رسیدگی کے باوجود دلکش اور دلآویز شکل وصورت کے حامل ہیں۔ قد تقریباً ۶ فٹ اور 9 انچ کے لگ بھگ ہے۔ یونانی دیوتاؤں سے مشابہت رکھنے والے تارڑ یقیناً صنف نازک کے لیے جوانی میں بے حد پرکشش رہے ہوں گے۔ اس عمر کے باوجود تارڑ روزانہ صبح لمبی سیر کرتے ہیں۔ ناشتے کے بعد اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ اور پھر اخبارات کے لیے کالم لکھتے ہیں۔ شام کے بعد پیچیدہ تخلیقی کام کرتے ہیں۔ ٹریکنگ گندھارا تہذیب کے نمونے جمع کرنا آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کے سفر نامے نانگا پربت کو سال کی بہترین کتاب قرار دیا گیا جس پر صدر پاکستان کی جانب سے اکیڈمی آف لیٹرز ایوارڈ عطا کیا۔ راکھ کو سال کا بہترین نمائندہ ناول قرار دیا گیا ہے۔ ہائیڈل برگ یونیورسٹی کی سربراہ ڈاکٹر کرسٹینا نے اس ناول پر کولمبیا یونیورسٹی میں ایک طویل مقالہ بھی پیش کیا۔ وہ خود اپنے اس ناول کے متعلق Heralds میں شائع ہونے والے انٹرویو میں کہتے ہیں۔

"In Raakh, I have narrated the entire tregedy of East Pakistan secession whatever atracities were comitted by our army, or by Bengalis towards Bihairs or by Biharis towards Bengalis. Everything is described in novel" (6)

اس ناول میں انہوں نے سقوط ڈھاکہ کے سانحے کو بیان کیا ہے اور بہاریوں اور بنگالیوں کے ساتھ ساتھ فوج کے کردار کو بھی واضح کیا ہے۔ اس کا اظہار خیال انٹرویو میں یوں کرتے ہیں۔

لاکھ تخلیق کرنے سے پہلے میری ملاقات ایک میجر سے ہوئی جو کہ میرا رشتہ دار تھا اور اب ریٹائرڈ ہو چکا ہے۔ اُس کی زبانی جو حالات سنے وہ اس ناول کی شکل میں بیان کیے گئے۔(7)

ان کا ناول "بہاؤ" بھارت میں ہونے والے ایک سروے کے مطابق گذشتہ صدی میں تخلیق ہونے والے دس بڑے ناولوں میں شامل ہے۔ اس ناول میں انہوں نے سندھ کی تہذیب بیان کی ہے۔ اس کو B.B.C نے کلاسیک کا درجہ دیا ہے۔ پیار کا پہلا شہر ان کے سفر نامے نکلے تیری تلاش کے پچاس رومانی صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ انسانی جذبات کے باہمی تصادم کے نتیجے کا نام ہے۔

قربت مرگ میں محبت نئی جنم لینے والی اور پرانی تہذیب کا باہمی ربط ہے۔ اگر اسے غزال شب میں روس کے انقلاب کا بیان ہے تو خس و خاشاک زمانے میں تاریخی حالات بیان کیے گئے ہیں۔ جو برصغیر کی تقسیم سے متعلق ہیں اور اس کے بعد کے حالات کا احاطہ کرتے ہیں۔

تارڑ کے ناولوں کو اُردو ادب میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ Heralds میں وہ اپنے فن کے سفر کے متعلق کہتے ہیں۔

"I am basically a wander. A wander can go anywhere from novels to travelogues to short stories" (8)

پیار کا پہلا شہر گذشتہ تین دہائیوں سے "بیسٹ سیلر کی حیثیت اختیار کیے ہوئے ہیں اور اب تک اس کے پچاس سے زائد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بکھیر وہ پنجابی زبان کا پہلا جدید ناول ہے۔ جو بھارت کی گرونانک یونیورسٹی کے نصاب میں شامل ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کے علامتی ناول فاختہ اور دوسرے اہم ناول پیار کا پہلا شہر سمیت کئی تصنیفات کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے۔ ممتاز روشنی مستشرق پروفیسر گالینا ڈشنکو کے بقول ہم روس کے رہنے والے پاکستان کو فیض احمد فیض کی شاعری اور مستنصر حسین تارڑ کی نثر کے حوالے سے پہچانتے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ بنیادی طور پر انسان دوست ہیں ان کی یہ دوستی اتنی گہری اور عملی ہے کہ زندگی کے بنیادی حقائق سے آنکھیں چار کرنے سے بھی نہیں گھبراتی۔ اس بات کا اظہار انہوں نے متعدد بار اپنی تحریروں میں کیا ہے۔

فتح محمد ملک لکھتے ہیں۔

جو بات مستنصر کو میرے دل کے قریب رکھتی ہے۔وہ یہ ہے کہ مستنصر اپنے قومی احساس کو اپنے آفاقی مطمع زیر نظر کی ضد نہیں سمجھتا بلکہ جان و جگر دیتا ہے۔وہ اپنے لوگوں اور وطن کی بقا اور ترقی کے لیے جبلی سطح پر کام کر رہا ہے۔(9)

مستنصر حسین تارڑ فکشن کے میدان میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے ناولوں اور ناولٹ میں بھی تجربے اور اسلوب کی گہرائی ملتی ہے۔ ان کے ادبی خیالات روشن خیالی اور انسان دوستی پر مبنی ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے چھوٹی اور بے معنی چیزوں میں معنی کی تلاش کی ہے۔ زندگی کی رنگینیاں اور دلکشی ان کے اندر ایک ہیجان کی کیفیت پیدا

کر دیتا ہے۔

مستنصر حسین تارڑ کے نزدیک خدا سب سے بڑا تخلیق کار ہے اور اس نے کوئی بھی چیز بے مقصد پیدا نہیں کی اور ہر چیز خوبصورتی کا مرقع ہے۔ فطرت سے اُن کا لگاؤ بھی اُسی باعث ہے۔ اُن کے ادبی نظریات نے ادب پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ ادب کے سلسلے میں کہتے ہیں۔

"بنیادی طور پر کوئی بھی خطہ کلچر پر مائنٹ رکھتا ہے۔ مذہب ٹمپریری ہے۔ کلچر میں ہی ادب ہوتا ہے۔ ادب بذات خود کچھ نہیں۔ ادب لا محدود مذہب کے دائرے میں ادب محدود ہو جاتا ہے"۔(10)

انہیں دنیا کے متعدد مذاہب کے متعلق معلومات حاصل ہیں اور یہ اُن کی تخلیق کاری کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ وہ جہاں جاتے ہیں۔ اُس خطے کی اصل کو اپنے اندر سمو لیتے ہیں اور حالات وواقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے کردار تخلیق کرتے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ صرف اور صرف اچھا لکھنے کے قائل ہیں۔ اُن کے والد کا ادب سے گہرا لگاؤ تھا۔ اسی بنا پر انہوں نے کم عمری میں ہی اپنے وقت کے لٹریچر کا گہری بنیادوں پر مطالعہ کر رکھا تھا۔ سعادت حسن منٹو کے ساتھ اُن کو بچپن سے قربت کا رشتہ ملاوہ منٹو کی طرف سے خود کو دیئے گئے۔ آٹوگراف کا تذکرہ اپنے کالموں کے مجموعے تارڑ نامہ کی جلد اول میں "جب میں اپنے گاؤں گیا نامی مضمون میں کرتے ہیں۔ منٹو کا آٹوگراف کچھ یوں ہے۔

" دنیا میں آئینے نہیں تھے تو حسن تھا اب آئینے ہیں پر حسن کہاں."

منٹو اور تارڑ لکشمی میشن میں ایک ساتھ رہے۔ ان کے علاوہ کرنل محمد خان اور شفیق الرحمٰن پروفیسر احمد رفیق اختر کی تحریر میں بھی تارڑ کو متاثر کرتی ہیں۔ مشرقی ادیبوں کے ساتھ مغربی ادیبوں نے بھی تارڑ کو بے حد متاثر کیا۔ اس بارے Wikipedia encyclopedia میں درج ہے۔

"His favourite writers are Telstory and Russe ". (11)

زندگی کا مشاہدہ ان کی تصانیف میں نمایاں ہے اور وہ ہر ایک سے سیکھنے کی جستجو رکھتے ہیں، خواہ وہ کوئی عام شخص ہو یا خاص ہر شخصیت کی خاصیت میں ایک نیا پن موجود ہوتا ہے۔ مستنصر حسین تارڑ نے بے شک ادب کو ایک خدمت کے طور پر اپنایا ہے۔ انہوں نے انسانوں کو پرکھا اور مناسب انداز میں انسان اور اس کو پیش آنے والے حالات کی تصویر کشی کی۔ ان کا قلم گفتگو کرنے کے انداز میں ان کے ذاتی مشاہدے اور واقفیت کو بیان کرتا ہے۔ Heralds Magazine میں آپ کے متعلق تحریر ہے۔

"Tarar is Perhapes the most popular contemporary fiction and travelogue writer in Urdu". (12)

مستنصر حسین تارڑ کثرت سے لکھنے اور چھپنے والے قلم کار ہیں۔ اس امر کا اندازہ عوام الناس میں ان کی تصانیف کی مقبولیت سے لگایا جا سکتا ہے۔ اتنی تصنیفات کے باوجود وہ اخباروں میں کالم بھی لکھتے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ نے نثر کے ہر شعبے میں اپنی صلاحیت کا استعمال کیا ہے۔ فتح محمد ملک ہزاروں میں شکوے کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔

"نئی نسل کے سامنے ایک مثالی نوعیت کا ادیب بن کر ظاہر ہوئے جنہوں نے تحریروں کے ذریعے ایک پوری نسل کو متاثر کیا۔"(13)

ادب دوستی کا فطری رجحان ان میں شروع سے ہی موجود تھا۔ یہی ادب دوستی اب ان کی شخصیت کی اساس بن چکی ہے۔ وہ مار کر یا بال پوائنٹ اور سفید کاغذ کو اپنا بہترین دوست مانتے ہیں۔ اُن کو بچپن سے لکھنے پڑھنے کا شوق تھا۔ انہوں نے ناولوں کے اندر متعدد بنتی بگڑتی تہذیبوں کا ذکر کیا ہے۔ ان کی زبان کو گنگا جمنی تہذیب سے ہٹ کر قرار دیا جاتا ہے۔ اس سوال کا جواب وہ یوں دیتے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

مستنصر حسین تارڑ اپنے اندر اس قدر قوت اعتماد رکھتے ہیں کہ ان کے الفاظ ایک نئی زبان کو جنم دے سکتے ہیں۔ وہ جس طرح ادب تخلیق کر سکتے ہیں بالکل اسی طرح وہ زبان کی تخلیق میں بھی اپنا جوہر منوا سکتے ہیں۔

مستنصر حسین تارڑ کے ناول درج ذیل ہیں۔

پیار کا پہلا شہر

بہاؤ

راکھ

جپسی

دیس ہوئے پردیس

خس و خاشاک زمانے

قربت مرگ میں محبت

فاختہ (ناولٹ)

پکھیرو

ڈاکیا اور جولاہا

قلعہ جنگی

اے غزالِ شب

مستنصر حسین تارڑ نے متنوع اصناف میں طبع آزمائی ہے۔ صنف ڈراما نگاری میں بھی اپنے جوہر دکھائے۔ اس صنف کو نئے امکانات اور رجحانات سے متعارف کروایا اور متعدد ہیئتی تجربات کیے۔ ان کے ڈرامے ان کے ناولوں سے بھی متاثر ہیں۔

مطبوعہ ڈرامے درج ذیل ہیں۔

صورت

شیر

ہزاروں راستے

کالاش

پرواز

سورج کے ساتھ ساتھ

اس کے علاوہ متعدد افسانے بھی لکھے ان کے درج ذیل افسانوی مجموعے زیور طبع سے آراستہ ہیں۔

سیاہ آنکھ میں تصویر

۱۵ کہانیاں

آدھی رات کا سورج

بادشاہ

کوٹ مراد

آکٹوپس

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

آپ کے کچھ ڈرامے اگرچہ مطبوعہ شکل میں منظر عام پر نہیں آسکے۔ لیکن پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سے نشر کیے جا چکے ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

چانن کے دریا (پنجابی)

فریب

گھر تو ہے

مہک (یوم قائد اعظم)

امام دین (گویا ویہ)

اس کے علاوہ طنزیہ و مزاحیہ مضامین اور کالموں کے مجموعے بھی درج ذیل ہیں۔

ہزاروں ہیں شکوے

گزارہ نہیں ہوتا

اُلو ہمارے بھائی ہیں

گدھے ہمارے بھائی ہے

بے عزتی خراب

شتر مُرغ ریاست

کارواں سرائے

چک چک

تاحال مستنصر حسین تارڑ ڈان جناح، ۹۲ نیوز اور اخبار جہاں میں متواتر اپنے قلم کے جوہر دکھا رہے ہیں۔

کتب کی ان فہارس کے علاوہ مستنصر حسین تارڑ کے خطوط کا مجموعہ خطوط کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے جس میں شفیق الرحمن، کرنل محمد خان، محمد خالد اختر کو بھیجے گئے خطوط اور ان کے جواب موجود ہیں۔ اس کے علاوہ تارڑ نامہ کی متعدد جلدیں اور Diary of Vagabond بھی سنگِ میل سے چھپ چکی ہیں۔ آج کل بھی وہ ایک ناول منطق الطیر" کے نام سے تحریر کر رہے ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ صلہ دستائش کی پرواہ کیے بغیر اپنے شوق اور لگن سے خدمت ادب میں مصروف ہیں لیکن وہ حقیقت پسندانہ سوچ کے حامل ہیں۔ ان کے خیال میں اگر ادیب صلہ وستائش کی پرواہ کرے اور محض نام کمانے کی فکر کرے تو بھوکا مر جائے۔ لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ وہ اپنے کام سے مخلص نہیں۔ اُن کا ادبی ذوق ان کی پہلی ترجیح کتاب کا معیاری ہونا ہے۔ کہانی کے ہر پہلو کا خود جائزہ لیتے ہیں۔ کہانی کی تخلیق کے متعلق کہتے ہیں۔

"میں کردار دیکھ کر کہانی تخلیق کرتا ہوں" (14)

ان کی کہانیاں متعدد کرداروں کے گرد گھومتی نظر آتی ہیں۔

مستنصر حسین تارڑ کو شمالی علاقہ جات سے ایک خاص انسیت ہے۔ شمالی علاقہ جات میں ایک جھیل کو تار جھیل کا نام دیا گیا ہے۔ دنیا بھر کے کوہ پیماؤں کی دلچسپی کے مرکز کے ٹو کی برفانی چوٹی کے حوالے سے سفر نامے کے۔ ٹو کہانی" نے بھی فروخت کے نئے ریکارڈ قائم کیے۔ اس کے غیر ملکی زبانوں میں ترجمے ہوئے۔ کے ٹو کہانی کا پہلا ایڈیشن صرف دو ہفتوں میں فروخت ہو گیا اور یہ واقعہ بھی شاید کبھی رونما ہوا کہ اس سفر نامے کی تقریب رونمائی قومی ایئر لائن کے ایک جیٹ طیارے میں اس وقت منعقد ہوئی جب وہ کے ٹو کی چوٹی کے عین اوپر جو پرواز تھا۔ مستنصر حسین تارڑ کو درج ذیل اعزازات سے نوازا گیا۔

۱۔ صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی (ادب) ذرائع ابلاغ) ۱۹۹۲ء

۲۔ وزیر اعظم ادبی ایوارڈ بطور ناول نگار (لاکھ) ۱۹۹۸ء

۳۔ صدر کے ہاتھوں اکادمی ادبیات پاکستان کا ہجرۃ ایوارڈ

۴۔ بطور سفر نامہ نگار (نانگا پربت) ڈاکٹر مولوی عبدالحق ایوارڈ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

۵۔ مجلس فروغ ادب دوحہ (قطر) کی طرف سے سلیم جعفری انٹرنیشنل ایوارڈ (۲۰۰۳ء)

۶۔ مختلف قومی اور غیر ملکی کالجز اور جامعات کے نظام کے نصاب میں تحریروں کی شمولیت

۷۔ کھٹمنڈو نیپال میں لوئیسویف سیمینار میں پاکستان کی نمائندگی

۸۔ چین کے دورے پر جانے والے پاکستانی ادیبوں کے وفد میں شمولیت

۹۔ حلقہ ارباب ذوق کے سابق منتخب سیکرٹری

۱۰۔ اس کے علاوہ آپ پر ایم اے، بی ایس، ایم فل اور ایم۔ایس، پی۔ایچ۔ڈی سطح کے مقالے بھی تحریر کیے گئے ہیں۔

ماہنامہ کاغذی پیرہن لاہور کے سروے کے مطابق بیسویں صدی کے بہترین سفر نامہ نگار قرار دیئے گئے۔اسی سروے کے مطابق بہترین تخلیق کاروں میں آپ کو وزیر آغا کے بعد سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوئے۔

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ کو گندھارا تہذیب سے بہت لگاؤ ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے دور افتادہ وادیوں کا ذکر بھی اپنی تحریروں میں کیا ہے۔ان وادیوں میں بدھ مت کے آثار ملتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کو پینٹنگز جمع کرنے کا شوق ہے۔ان کے پاس صادقین، استاد اللہ بخش، سعید اختر، ایم۔ایف حسین کی بنائی گئی تصاویر موجود ہیں۔وہ اپنے مضمون کھیتوں میں کام کرنے والا خالد اقبال" میں لکھتے ہیں۔

"میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ایک انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ جب ہوش سنبھالے تو وہ دیکھنے لگے۔۔۔۔سننے لگے اور پڑھنے لگے۔۔۔وہ۔۔۔۔کسی بھی تصویر کو دیکھنے لگے چاہے وہ سینما کے ماتھے پر آویزاں اداکاروں کی ہو، کسی سڑک پر پینٹ کی گئی اداکارہ یا شیر کی تصویر ہو۔۔۔۔۔وہ دیکھنے لگے اور سننے لگے۔" (15)

مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قوت مشاہدہ پر کس حد تک زور دیتے ہیں اور مشاہدے سے تخلیق اُن کا خاصا ہے۔مصوری کے ساتھ اُن کا لگاؤ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔انہوں نے یورپ میں سیر و تفریح کے دوران کچھ پینٹ کرنے کی کوشش بھی کی۔اسی لگاؤ کو ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"مصوری کے ساتھ میرا ایسی لگاؤ تھا جس کی وجہ سے میں نے کوشش کی کہ میری کتاب کے سرورق ایسے لوگ بنائیں جن کی تصویروں کو میں پسند کرتا تھا چنانچہ میری پہلی کتاب نکلے تیری تلاش میں کا سرورق عبد الرحمن چغتائی نے عطا کیا۔" (16)

اس کے علاوہ صادقین نے بھی نکلے تیری تلاش میں کے سرورق کو مصور کیا۔آذر روبی نے اندلس میں اجنبی کا سرورق بنایا۔سعید اختر نے خانہ بدوش کا ٹائٹل بنایا۔ان کے ساتھ ساتھ نذیر احمد حسین شاہ اور عبد الوحید چغتائی نے بھی تارڑ کی کتابوں پر مصوری کی۔

مستنصر حسین تارڑ پر عالمی حالات و واقعات کا گہرا اثر ہے۔کبھی وہ فلسطین کے دُکھ پر نوحہ کناں ہیں اور وہاں رضاکارانہ فوج میں شامل ہونے پہنچ جاتے ہیں تو کبھی افغانستان کے حالات سے متاثر ہو کر قلعہ جنگی جیسا ناول تخلیق کرتے ہیں۔اپنے ملک کے سیاسی و سماجی نشیب و فراز کا تذکرہ بھی اُن کی تحریروں میں اکثر ملتا ہے۔ان کے متعلق کرنل محمد خان، اُن کی کتاب اندلس میں اجنبی کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔

"عجیب بات ہے کہ اپنے وطن میں رہتے ہوئے وہ کولہو کا بیل ہے جس کے کندھے پر پنجابی اور آنکھوں پر کھوپے ہیں اور وہ زندگی کے شب و روز ای جانگاہ ڈگر پر گزار رہا ہے۔" (17)

مستنصر حسین تارڑ کے ناول بہاؤ کے بارے میں عبد اللہ حسین کا کہنا بجا ہے کہ اُن کو ناول لکھنے پر کسی ترقی یافتہ ملک میں علم بشریات پر ڈگری مل سکتی تھی۔تارڑ نے ناولوں میں زندگی کے متحرک ہونے کا احساس دلایا ہے۔تبدیلی کا یہ فلسفہ ان کے ناولوں میں ہمیں ہر جگہ نظر آتا ہے۔زندگی کا تانا بانا تبدیلیوں سے ہی بنتا ہے۔کائنات، زمانے انسان اور زندگی کی تغیر پذیری ہمیں مستنصر حسین تارڑ کے ہاں وافر ملتی ہے۔مستنصر حسین تارڑ کہیں علامتیں ظاہر کرتے ہیں تو کہیں چابکدستی سے زندگی کی حقیقتوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ان کے ناولوں میں ہیئت اور موضوعات کے اعتبار سے متعدد تکنیکی تجربات ملتے ہیں۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ناول نگار کی سوچ اور چینی اپج اُس کی تحریروں

پر غالب ہوتی ہے۔ اس لیے تارڑ کے ناولوں پر اُن کی ادبی ذوق کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ ان کے ناولوں میں موضوعات کے اعتبار سے آپ بیتی، دیار غیر میں رہتے ہوئے انسانوں کے جذبات، محبت اور تہذیبوں کے متعلق شعور اور آگاہی نظر آتی ہے۔

تارڑ ایک آفاقی سطح کے ادیب ہیں۔ اُن کا زاویہ نگاہ بلند ہے۔ اس لیے مختلف اصناف کے درمیان اُن کا سفر کامیابی و کامرانی کے ساتھ جاری ہے۔

سید جنید اخلاق "مستنصر حسین تارڑ کی شخصیت و فن کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

"مستنصر حسین تارڑ کا شمار عصر حاضر کے صف اول کے ادیبوں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک ہم جہت لکھاری ہیں۔ وہ ایک منفرد ناول نگار، سفر نامہ نگار، افسانہ نگار، ڈرامہ نگار اور کالم نگار ہیں۔ قدرت نے انہیں جو تخلیقی وفور اور قوت مشاہدہ عطا کی ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔ ان کی کتابیں اُردو کے اہم تخلیقی نثری اور ادبی سرمایے میں شمار ہوتی ہیں۔"(18)

عمر کی سات آٹھ دہائیاں گزارنے کے بعد بھی کاغذ اور قلم کے ساتھ ان کا ساتھ نہیں چھوٹا۔ ان کو جن اعزاز واکرام سے نوازا گیا وہ ہر خاص وعام کی طرف سے پذیرائی کے حقدار قرار پائے۔ تارڑ خود بھی ہر ایک سے سیکھنے پر یقین رکھتے ہیں۔ ہر کسی کے ساتھ زندگی کا تجربہ ایک نئی سوچ کا نتیجہ قرار پاتا ہے۔ جہاں وہ مشہور شخصیات سے سیکھتے ہیں۔ وہاں وہ ہر خاص وعام انسان سے بھی زندگی کسی نہ کسی پہلو سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ راقمہ سے انٹرویو۔ مستنصر حسین تارڑ۔ بہ تاریخ ۱۸ اگست ۲۰۱۸

۲۔ راقمہ سے انٹرویو۔ مستنصر حسین تارڑ۔ بہ تاریخ ۱۸ اگست ۲۰۱۸

۳۔ Wikipedia.org/ mustansarhussaintarar

۴۔ صبوحہ خان۔ مستنصر حسین تارڑ سے انٹرویو۔ مشمولہ الحمرا۔ شمارہ نمبر ۳ جلد ۱۳ لاہور۔ مارچ ۲۰۱۳۔ ص ۶۵

۵۔ غفور شاہ قاسم۔ ڈاکٹر۔ مستنصر حسین تارڑ: شخصیت اور فن۔ اسلام آباد۔ اکادمی ادبیات۔ ۲۰۱۸۔ ص ۳۱

۶۔ Nasir Abbas Nayyar, Interview, with Mutansar Hussain Tarar, Included "Herald Magzine, March 2017 P 77

۷۔ راقمہ سے انٹرویو۔ مستنصر حسین تارڑ۔ بہ تاریخ ۱۸ اگست ۲۰۱۸

۸۔ محولہ بالا ۸۔ ص ۷۷

۹۔ فتح محمد ملک۔ اپنی آگ کی تلاش۔ لاہور۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔ ۱۹۹۹۔ ص ۳۷

۱۰۔ راقمہ سے انٹرویو۔ مستنصر حسین تارڑ۔ بہ تاریخ ۱۸ اگست ۲۰۱۸

۱۱۔ Wikipedia org/ mustansarhussaintarar

۱۲۔ محولہ بالا ۸

۱۳۔ فتح محمد ملک۔ (دیباچہ) ہزاروں ہیں شکوے (مستنصر حسین تارڑ۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز۔ ۱۹۹۷۔ ص ۴۳

۱۴۔ راقمہ سے انٹرویو۔ مستنصر حسین تارڑ۔ بہ تاریخ ۱۸ اگست ۲۰۱۸

۱۵۔ مستنصر حسین تارڑ۔ تارڑ نامہ۔ کھیتوں میں کام کرنے والا خالد اقبال۔ لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز۔ ۲۰۱۰۔ ص ۲۰۰

۱۶۔ ایضاً۔ ص ۲۰۱

۱۷۔ کرنل محمد خان (دیباچہ) اندلس میں اجنبی (مستنصر حسین تارڑ) لاہور۔ سنگِ میل پبلی کیشنز۔ ۲۰۱۲۔ ص ۴

۱۸۔ سید جنید اخلاق، مستنصر حسین تارڑ: فن اور شخصیت۔ پیش نامہ از ڈاکٹر غفور شاہ قاسم۔ اسلام آباد: اکادمی ادبیات۔ ص ۹